کارڈز میں ربوا کی شرعی و فقہی حیثیت اور عصرِ حاضر کے مالیاتی اداروں میں اس کا عملی تطبیق

Exist of Riba in the Cards according to the Sharia point of view and their current Practices in Financial institutes.

Imtiaz Ahmed Khoso*
Aijaz Ali Khoso **

ABSTRACT:

Cards are the plastic money of current era, and Riba by means of its kinds & values are little much we know about. In this article we will discuss the necessity, uses of Riba, practice by banks and in financial institutes, in the light of Qur'an and Sunnah, Ijma-e-Umma and religious researchers.

KEYWORDS: Meaning of Riba and its kinds Sharia Point of View.

کارڈز میں 'ربوا' کی شرعی و فقہی حیثیت اور اس کا تعلق:

ربا کی لغوی معنی ہے: ربا الشیء ربواًور بوا: بڑھنا، اضافہ ہونا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ربا المال مال میں اضافہ ہونا ۔اور قرآن پاک میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ

وتری الأض هامدة فاذا أنزلنا عليها الماء اهتزت وربت.[1]

ترجمہ: تم زمین کو مردہ پاؤ گے، لیکن جب ہم اس پر پانی برسا دیں گے تو اس میں جان پڑے گی اور وہ بڑھ جائے گی۔

لغۃً ربا ''زیادتی'' اور ''بڑھوتری'' کو کہا جاتا ہے علامہ شامیؒ لکھتے ہیں

الربا هو لغة: مطلق الزيادة وشرعا (فضل) ولو حكما فدخل ربا النسيئة . والربا بكسر الراء وفتحها خطأ مقصور على الأشهر ويثنى ربوان بالواو على الأصل ...والنسبة إليه ربوى بالكسر والفتح خطأ كما في المغرب[2].

---

* (Dept. of Usooluddin, University of Karachi)
** (Dept. Sufi Studies, Sufi University Sindh)

ترجمہ: لغۃً ربا مطلق زیادتی کو کہا جاتا ہے اور شرعاً اضافے کو کہا جاتا ہے، اگرچہ حکماً اس میں ادھار پر زیادتی داخل ہے۔اور ربا "را" کے کسرے کے ساتھ ہے اور اس کو فتحہ کے ساتھ پڑھنا غلط ہے مشہور روایت کے مطابق اسکو کسرے کے ساتھ ہی پڑھنا افضل ہے اور اسکی تثنیہ "ربوان" واو اصلی کے ساتھ ہے۔

قولہ تعالیٰ: (یا أیها الذین آمنوا لا تأکلوا الربا) علامہ عینی ربا کے لغوی معنی لکھتے ہیں، الربا فضل خال عن العوض[٣].

ربا اس اضافہ کو کہا جاتا ہے جو کہ عوض سے خالی ہو۔

علامہ وہبۃ الزحیلیؒ لکھتے ہیں: الربا فی اللغۃ: الزیادۃ قال الله تعالی: فإذا أنزلنا علیها الماء اهتزت وربت الخ۔أی زادت ونمت، وقال سبحانه: أن تکون أمة هی أربی من أمة الخ۔أی أکثر عدداً، یقال: أربی فلان علی فلان أی زاد علیه[٤].

ترجمہ: لغت میں ربا اضافہ ہونے کو کہا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم زمین کو مردہ پاؤ گے، لیکن جب ہم اس پر پانی برسادیں گے تو اس میں جان پڑے گی اور وہ بڑھ جائے گی (پھول جائے گی۔)

صاحبِ المغنی لابنِ قدامہ ربا کی لغوی معنی لکھتے ہیں:

الربافی اللغة: هو الزیادة. قال الله تعالی: فإذا أنزلنا علیها الماء اهتزت وربت الخ. وقال: أن تکون أمةهی أربی من أمة . أی أکثر عددا، یقال: أربی فلان علی فلان، إذا زادعلیه. وهو فی الشرع: الزیادةفی أشیاء مخصوصة[٥].

ترجمہ: لغت میں ربا اضافہ ہونے کو کہا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم زمین کو مردہ پاؤ گے، لیکن جب ہم اس پر پانی برسادیں گے تو اس میں جان پڑے گی اور وہ بڑھ جائے گی۔

ربا کی اصطلاحی تعریف:

فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دونوں بدلین میں سے کسی ایک بدل میں بغیر کسی عوض کے جو زیادتی ہو گی وہ ربا ہو گی یا پھر یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ قرض میں دیئے ہوئے راس المال پر جو زائد رقم مدت کے مقابلہ میں شرط

اور تعین کے ساتھ لی جائے وہ سود ہے، جیسے کہ فقہاء سے ان کی کتابوں میں منقول ہے:

ان الربا هو زيادة احد البدلين المتجانس من غير عوض يقابل الزيادة(۶) .

ترجمہ: ربا دونوں عوضین میں جو کہ ہم جنس ہوں بغیر کسی عوض کے ایک بدل میں اضافے کا نام ہے۔

علامہ عینیؒ لکھتے ہیں

وفی الشرع فضل مال بلا عوض فی معاوضة مال بمال(۷) .

ترجمہ: شرعاً اس مالی اضافے کو کہا جاتا ہے جو کہ بغیر معاوضے کے ہو۔

علامہ شامی لکھتے ہیں

الزائد بلا عوض وهو عين الربا(۸) .

صاحبِ قاموس الوحید لکھتے ہیں، شریعتِ اسلام میں ربا اس زائد مال کو کہا جاتا ہے جو کسی بدل کے بغیر ایک فریق دوسرے فریق سے متعینہ شرط کے ذریعے حاصل کرے۔

علم الاقتصاد میں ربا اس رقم کو کہتے ہیں جو قرض لینے والا مقررہ شرائط کے مطابق اصل قرض کے علاوہ ادا کرتا ہے(۹)۔

ربا کی اقسام اور فقہاء کی آراء:

علامہ ابو الحسن السغدی الحنفی ربا کے اقسام کے بارے میں لکھتے ہیں: ربا کی تین اقسام ہیں(۱)قرضوں میں ربا۔(۲) دیون میں ربا۔(۳) رہون میں ربا۔دیون میں ربا کے دو اقسام (۱) پیسوں پہ پیسے بڑھا کر لینا دینا۔(۲)مقروضہ چیز کے عوض کوئی منفعت حاصل کرنا۔**دیون میں ربو دو طرح سے ہوتا ہے:**

احدها ان يقرض عشرة دراهم بأحد عشر درهما او بأثنى عشر ونحوها والآخر ان يجر الى نفسه منفعة بذلك القرض او تجر اليه وهو ان يبيعه المستقرض شيأ بارخص مما يباع او يؤجره او يهبه او يضيفه او يتصدق عليه بصدقة او يعمل له عملا يعينه على اموره او يعيره عارية أو يشترى منه شيأا بأغلى مما يشترى او يستأجر اجارة باكثر مما يستأجر ونحوها ولو لم يكن سبب ذلك هذا القرض لما

كان ذلك الفعل فأن ذلك ربا وعلى ذلك قول ابراهيم النخعي كل دين جر منفعة لا خير فيه[١٠] .

ترجمہ: ربا تین طریقوں سے ہوتا ہے: قسمِ اول قرضوں میں۔ قسمِ دوم دیون میں۔ قسمِ ثالث رہون میں۔ پھر قرضوں میں ربا دو طریقوں سے ہوتا ہے ایک پیسوں کے عوض پیسوں کو بڑھا کر لینا دینا مثلاً دس روپے قرض کے عوض گیارہ روپے یا بارہ روپے کا معاملہ کرنا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس قرض کے عوض دائن اور مدیون ایک دوسرے سے کسی بھی طرح نفعہ حاصل کریں۔ اسکی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

(١) مدیون دائن کو کوئی چیز عام قیمت کے مقابلے سستی بیچے۔

(٢) دائن نے مدیون سے کوئی چیز اجرت پہ لی ہو ئی تھی تو دائنا پنے قرض کے عوض اس چیز کے کرا ئے میں کمی کرائے ۔

(٣) مدیون دائن کو حاصل شدہ قرض کے عوض کو ئی چیز ہبہ کردے ۔

(٤) دائن مدیون کو اس قرض کے عوض واپسی کے وقت دوگنا کر کے دے۔

(٥) دائن مدیون کو قرض کے بدلے کو ئی چیز صدقہ کر کے دیدے ۔

(٦) مدیون دائن کیلئے ایسا کام کرے کہ جس میں دائن کی معاونت ہو۔

(٧) دائن مدیون سے قرض کے عوض کو ئی چیز ادھار پہ لے۔

(٨) مدیون دائن سے قرض کے عوض کوئی چیز عام قیمت کے مقابلے میں مہنگی خریدے۔

(٩) اگر مدیون نے دائن سے کوئی چیز کرائے پر لی ہوئی ہے تو دائن قرض کے بدلے اسے کا زیادہ کرایہ مقرر کرے۔

جہاں پر اس طرح کی کوئی بھی صورت پائی گئی تو عین ربا ہو گی، جیسا کہ ابراہیم نخعی کا قول ہے کہ ہر وہ دَین جس میں نفع حاصل کی گئی ہو تو اس میں بھلائی نہیں ہے۔

دیون میں ربا کی دو اقسام ہیں

(١) ادھار میں اضافہ کرنا۔

(۲) ضع وتعجل کرنا ۔

احدها ان يبيع رجلا متاعا بالنسيئة فلما حل الاجل طالبه رب الدين فقال المديون زدني في الاجل ازدك في الدراهم ففعل فان ذلك ربا.والثاني ان يقول رب الدين للمديون قبل محل الاجل اعطني مالي فاحط عنك بعضا من ديني ففعل فان ذلك ربا للمديون ولا يحل له ذلك(۱۱) .

ترجمہ: دَین میں ربا دو طرح کا ہوتا ہے (۱) بائع مشتری کو کوئی چیز ادھار فروخت کرے، جب دین کی ادائیگی کا وقت آجائے تو بائع یعنی دائن اپنے قرض کا مطالبہ کرے، تو مدیون دائن سے کہے کہ ٹائم بڑھاؤ تو میں تمہیں پیسے بڑھا کر دونگا۔ اگر دائن نے اس طرح کرلیا تو یہ عینِ ربا ہے۔ (۲) دوسری قسم یہ ہے کہ دائن مدیون سے قرض کے وقت آنے سے پہلے کہے کہ اگر تم نے میرا قرضہ ابھی ادا کردیا تو میں تمہیں اپنے قرضے کا کچھ حصہ چھوڑ دونگا اگر مدیون نے اس طرح کرلیا تو یہ ربا ہونے کی وجہ سے اس کیلئے جائز نہیں ہوگا۔ اس قسم کو فقہاء (ضع وتعجل) سے تعبیر کرتے ہیں۔ جسکو تفصیل سے بیان کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

رہن میں ربا کے اقسام:

(۱) مرہونہ چیز سے فائدہ حاصل کرنا

(۲) رہن سے حاصل شدہ چیز کو استعمال کر کے ختم کردینا ۔

الربا في الرهن فان ذلك على وجهين:احدهما في الانتفاع بالرهن .والاخر باستهلاك ما يخرج من الرهن.فأما الانتفاع بالرهن مثل العبد يستخدمه والدابة يركبها والارض يزرعها والثوب يلبسه والفرش يبسطه ونحوها.فأما الاستهلاك ما يخرج منه فمثل الأمة يسترضعها الصبية والبقر يشرب من لبنها والغنم يجز صوفها والشجر يأكل ثمارها فان ذلك كله ربا ولا يحل ذلك لانه ليس للمرتهن في الرهن حق سوى الحفظ(۱۲) .

ترجمہ: رہن میں ربا دو طرح کا ہوتا ہے (۱) مرہونہ چیز سے نفع حاصل کرنا، مثلاً مرہونہ غلام سے خدمت حاصل کرنا، مرہونہ جانور پر سواری کرنا، مرہونہ زمین کو کاشت کرنا، مرہونہ کپڑوں کو استعمال کرنا اور مرہونہ بستر کو استعمال کرنا وغیرہ۔ (۲) مرہونہ چیز کو استعمال کر کے ختم کر دینا، مثلاً مرہونہ باندی سے بچے کو دودھ

پلانا، مرہونہ گائے کا دودھ استعمال کرنا، بکری کے بالوں سے اون بنانااور مرہونہ درخت کے پھلوں کو کھانا یہ سب کے سب ربا ہیں اور مرتہن کیلئے حلال نہیں ہیں، کیونکہ مرتہن کے پاس یہ سب کے سب صرف حفاظت کے غرض سے ہیں۔

رِبا کی اصل دو بڑی اقسام:

جیسا کہ علامہ ابنِ قدامہ لکھتے ہیں:

الرِّبا علی ضربین: ربا الفضل، وربا النسیئۃ[۱۳] .

(۱) ربالنسیء (۲) ربا الفضل

(۱) ربا النسیء:

رباالنسیء کی حرمت کے احکامات قرآن پاک میں واضح طور پر موجود ہیں:

پہلی آیت:

قرآن پاک میں اللہ رب العزت کاارشاد ہے:

الذین یأکلون الربا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطن من المس ذالك بأنهم قالو اانما البیع مثل الربا وأحلّ الله البیع و حرّم الرِّبا فمن جآء ہ مو عظة من ربه فانتهی فله ما سلف وأمرہ الی الله ومن عاد فأولئك أصحاب النار هم فیها خالدون[۱۴] .

ترجمہ: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ(روز قیامت کھڑے نہیں ہو سکے گیں، مگر جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے، جسے شیطان(آسیب) نے چھو کر بدحواس کر دیا ہو، یہ اس لئے کہ وہ کہتے تھے کہ تجارت(خرید وفروخت) بھی تو سود کی مانند ہے، حالانکہ اللہ نے تجارت(گری) کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ پس جس کے پاس اس کے رب کی جانب سے نصیحت پہنچی سو وہ(سود سے) باز آگیا تو جو پہلے گزر چکا وہ اسی کا ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جس نے پھر بھی لیا ہو ایسے لوگ جہنمی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

دوسری آیت:

سورۃ البقرۃ میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وذروا ما بقي من الربا ان كنتم فان لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله وان تبتم فلكم رؤوس أموالكم لا تظلمون ولا تظلمون [۱۵] .

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ بھی سود میں سے باقی رہ گیا ہے چھوڑ دو اگر تم (تہہ دل سے) ایمان رکھتے ہو، پھر اگر تمنے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ پر خبر دار ہو جاؤ اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے اصل مال (جائز) ہیں، نہ تم خود ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

ربا النسیئہ فقہاء کے ہاں:

فقہاء ربا النسیئہ کی تعریف اس طرح لکھتے ہیں:

علامہ کاسانی فرماتے ہیں کہ

(وأما) ربا النساء فهو فضل الحلول على الأجل، وفضل العين على الدين في المكيلين، أو الموزونين عند اختلاف الجنس، أو في غير المكيلين، أو الموزونين عند اتحاد الجنس.....الخ.[۱۶] .

ترجمہ: وہ زیادتی جو مہلت یعنی اجل (ایک وقت مقررہ) کے عوض میں ہو۔ کیلی یا موزونی اشیاء میں مختلف جنس ہونے کی صورت میں عینی چیز کی زیادتی دَین پر ہو۔ یا ہمارے ہاں ایک ہی جنس ہونے کی صورت میں غیر کیلی اور غیر موزونی عینی اشیاء کی زیادتی دَین پر ہو۔

صاحب نھایہ المحتاج لکھتے ہیں

ربا نساء بأن يشرط أجل في أحد العوضين[۱۷] .

ترجمہ: دو عوض میں سے کسی بھی ایک عوض میں اجل کی شرط لگائی جائے۔ اصطلاح شریعت میں اسے ربا النسیء کہا جاتا ہے۔

یعنی وہ ربا جو قرض کے مقابلے میں لیا اور دیا جائے۔ قرآن مجید میں اسی کو سود قرار دیکر حرام قرار دیا گیا ہے اور اس کی حرمت پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔ علامہ مودودیؒ ربا الفضل کے متعلق لکھتے ہیں کہ، ربا الفضل اس زیادتی کو کہا

جاتا ہے جو ایک ہی جنس کی دو اشیاء کی لین دین میں دست بدست ہو۔ آپ ﷺ نے اسے حرام قرار دیا، اس لئے کہ اس سے انسان میں وہی ذہنیت پرورش پاتی ہے جو کہ بالآخر سود خوری پر منتج ہوتی ہے۔ سود کے مسئلہ میں ابتدائی طور پر تو یہی حکم تھا کہ قرض کے معاملات میں جو سودی لین دین ہو، وہ حرام ہے۔ لیکن بعد میں نبی کریم ﷺ نے اللہ کی اس حمیٰ کے گرد بندش لگانا ضروری سمجھا، تاکہ لوگ اس کے قریب بھی نہ پھٹکیں۔ اسی قبیل سے وہ فرمان نبوی ﷺ بھی ہے جس میں سود کھانے اور کھلانے والے کے ساتھ سودی دستاویز لکھنے اور گواہی دینے کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے اور اسی قبیل سے وہ احادیث ہیں، جن میں ربوا الفضل کی تحریم کا حکم دیا گیا ہے[18]۔

ربا الفضل فقہاء کے ہاں:

ربا الفضل کی تعریف میں علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

وھو بیع احد الجنسین بمثلہ دون تاخیر فی القبض و علی ان الربا الفضل لایجری الا فی الجنس الواحد[19].

ترجمہ: ہم جنس عوضین میں سے ایک کی زیادتی کا نام ربا الفضل ہے، لیکن یہ ربا الفضل معاملہ میں ہاتھ در ہاتھ ہوتا ہے اور یہ ربا الفضل ہمیشہ جنس واحد میں جاری ہوتا ہے۔

علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں کہ

ربا الفضل فھو: زیادۃ عین مال شرطت فی عقد البیع علی المعیار الشرعی، وھو الکیل، أو الوزن فی الجنس عندنا وعند الشافعی ھو: زیادۃ مطلقۃ فی المطعوم خاصۃ عند اتحاد الجنس خاصۃ[20]

.

تشریح گذر چکی ہے۔

احادیثِ مبارکہ سے ربا الفضل کا اثبات:

ربا الفضل کی حرمت کے بارے میں آپ ﷺ سے بے شمار احادیث مروی ہیں:

پہلی حدیث:

عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ألذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعیربالشعیر والتمر بالتمروالملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء یدا بید فاذا اختلفت هذه الأصناف بیعوا کیف شئتم اذا کان یدا بید(۲۱) .

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا سونے کا مبادلہ سونے سے اور چاندی کا چاندی سے اور کھجور کا کھجور سے اور نمک کا نمک سے اس طرح ہونا چاہئے کہ جیسے کا تیسا اور برابر اور دست بدست ہو البتہ اگر مختلف اصناف کی چیزوں کا ایک دوسرے سے مبادلہ ہو تو پھر جس طرح چاہو بیچو بشرطیکہ لین دین دست بدست ہو جائے۔

دوسری حدیث:

اسی طرح امام مسلم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی ذکر کی ہے:

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الذهب بالذهب والفضة بالفضةوالبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل یدا بید فمن زادأ واستزادفقدأربی، الأخذوالمعطی فیه سواء (۲۲) .

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی نے فرمایا سونے کا مبادلہ سونے سے، چاندی کا چاندی سے گیہوں کا گیہوں سے جو کا جو سے، کھجور کا کھجور سے، نمک کا نمک سے جیسے کا تیسا اور دست بدست ہونا چاہئے۔ جس نے زیادہ دیا یا لیا اس نے سودی معاملہ کیا، لینے والا اور دینے والا دونوں گناہ میں برابر ہیں۔

ربوا کی مذکورہ اقسام شریعت کی نظر میں:

صاحبِ ابنِ قدامہ لکھتے ہیں:

وهو محر م بالکتاب ،والسنة،والاجما ع .؛أما الکتاب ،فقول الله تعالی (و حرم الربا)(البقرة: ۲۷۵) . ومابعدهامن الآیات. وقدکان فی رباالفضل اختلاف بین الصحابة؛فحکی عن ابن عباس،وأسامةبن زید،وزیدبن أرقم،وابن الزبیر،أنهمْ قالوا: إنما الربافی النسیئة.لقول النبی - صلی الله علیه وسلم -: لا ربا إلا فی النسیئة. رواه البخاری. والمشهور من ذلك قول ابن عباس،ثم إنه رجع إلی

قول الجماعة، روی ذلك الأثر بأسناده وقاله الترمذی، وابن المنذر، وغیرهم[۲۳].

خلاصہ: ربا مع اقسام قرآن وحدیث اور اجماعِ امت کے اتفاق سے حرام ہے۔

مولانا مودودیؒ صاحب ربا کے احادیث کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ، مذکورہ بالا احادیث کے الفاظ اور معانی سے حسب ذیل اصول اور احکام حاصل ہوتے ہیں:

(۱) یہ ظاہر ہے کہ ایک ہی جنس کی دو چیزوں کو بدلنے کی ضرورت صرف اسی صورت میں پیش آتی ہے جب کہ اتحاد جنس کے باوجود ان کی نوعیتیں مختلف ہوں۔ مثلاً چاول اور گیہوں کی ایک قسم اور دوسری قسم، عمدہ سونا اور گھٹیا سونا، یا معدنی نمک اور سمندری نمک وغیرہ ان مختلف اقسام کی ہم جنس چیزوں کا ایک دوسرے کے ساتھ بدلنا، اگرچہ بازار کے نرخ ہی کو ملوظ رکھ کر ہو، بہر حال ان میں کمی بیشی کے ساتھ مبادلہ کرنے سے اس ذہنیت کے پرورش پانے کا اندیشہ ہے جو بالآخر سود خوری اور ناجائز نفع اندوزی تک جا پہنچتی ہے۔ اس لئے شریعت نے قاعدہ مقرر کر دیا کہ ہم جنس اشیاء کے مبادلہ کی اگر ضرورت پیش آئے تو لازماً حسب ذیل دو شکلوں میں سے ہی کوئی ایک شکل اختیار کرنی ہو گی۔ ایک یہ کہ ان کے درمیان قدر و قیمت کا جو تھوڑا سا فرق ہو اسے نظر انداز کر کے برابر سرابر مبادلہ کر لیا جائے دوسرے یہ کہ چیز کا چیز سے براہ راست مبادلہ کرنے کے بجائے ایک شخص اپنی چیز روپے کے عوض بازار کے بھاؤ بیچ دے اور دوسرے شخص سے اس کی چیز روپے کے عوض بازار کے بھاؤ خرید لے۔

(۲) قدیم زمانے میں تمام سکے خالص چاندی سونے کے ہوتے تھے اور ان کی قیمت دراصل ان کی چاندی اور ان کے سونے کی قیمت ہوتی تھی اس زمانے میں درہم کو درہم سے اور دینار کو دینار سے بدلنے کی ضرورت ایسے مواقع پر پیش آتی تھی جب کہ مثلاً کسی شخص کو عراقی درہم کے عوض رومی درہم درکار ہوتے یا رومی دینار کی حاجت ہوتی۔ ایسی ضرورتوں کے مواقع پر یہودی ساہوکار اور دوسرے ناجائز کمانے والے لوگ کچھ اسی طرح کا ناجائز منافع وصول کرتے تھے جیسا کہ موجود زمانے میں بیرونی سکوں کے مبادلہ پر لی جاتی ہے۔ یا اندرون ملک میں روپیہ کی ریزگاری مانگنے والوں، یا دس اور پانچ روپے کے نوٹ بھنانے والوں سے کچھ پیسے یا آنے وصول کر لئے جاتے ہیں۔ یہ چیز بھی چونکہ سود خورانہ ذہنیت ہی کی طرف لے جانے والی ہے اس لئے نبیؐ نے

حکم دے دیا کہ نہ تو چاندی کا مبادلہ چاندی سے اور سونے کا مبادلہ سونے سے کمی بیشی کے ساتھ کرنا جائز ہے اور نہ ایک درہم کو دو درہم کے عوض بیچنا درست ہے۔(۲۴)

کرنسی کے تبادلہ، برابر سرابر اور کمی زیادتی کے مسئلے کو بھی ضمن میں بیان کیا جائیگا، لیکن کاغذی کرنسی کے تبادلے پر روشنی ڈالنے سے پہلے نقدین میں ربا کی علت کو جاننا انتہائی ضروری ہے کہ ان میں ربا کی علت کیا ہے۔

عصرِ حاضر میں کارڈ ہولڈر، کارڈ جاری کرنے والے ادارے اور تاجر کے مابین'' ربوا'' کا تعلق اور اسکی عملی صورت:

مولانا احسان الحق صاحب لکھتے ہیں، اقتصادی کاروبار میں عام طور پر کریڈٹ کارڈ سے ان لوگوں کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا جو بینک سے سودی کاروبار کرتے ہیں، اس لئے کہ وہ اپنے بینک اکاؤنٹ میں سرمایہ تاخیر سے ڈالنے کی صورت میں اضافی رقم دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں، لیکن اس مسلمان کے لیے خطرہ بالکل واضح ہے جو اصول دین کا پابند ہے۔ اور سودی کاروبار کرنے یا بینک کی اضافی رقم کو استعمال کرنے سے وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے، کیونکہ حضوؐر کا فرمان ہے:۔ "لعن اللہ آکل الربا و مؤکلہ و شاھدہ و کاتبہ"۔ اللہ کی لعنت ہو سود کھانے والے، اس کے کھلانے والے، اس کی گواہی دینے والے اور اس کے لکھنے والے پر۔ اور ربا پوری طرح سودی بینکوں پر منطبق ہوتا ہے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں عربوں کا اصول تھا کہ رقم ادا کرو یا سود دو۔ جس معاہدہ پر کارڈ ہولڈر اور بینک دستخط کرتے ہیں وہ فاسد ہے، کیونکہ اس میں فاسد شرط پائی جاتی ہے، وہ یہ کہ وقت معینہ پر رقم کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں اضافی رقم دینی ہوگی اور جس نے فاسد معاہدہ طے کیا وہ صرف طے کرنے ہی سے گناہ گار ہو جاتا ہے، چاہے کارڈ ہولڈر سود دے یا نہ دے، اس لئے کہ جمہور کے نزدیک مالی دین میں فاسد شرط اس کو فاسد کر دیتی ہے۔ حنابلہ کے نزدیک اقتضاء عقد کے منافی فاسد شرط عقد کو فاسد نہیں کرتی ہے، جیسے کہ یہ شرط لگانا کہ اس میں نقصان کا ذمہ دار وہ نہیں ہوگا یا یہ کہ وہ مبیع کو فروخت نہیں کرے گا یا کسی دوسرے کو وہ چیز بطور ہبہ نہیں دے گا۔ لہٰذا یہاں صرف شرط باطل ہوگی اور عقد صحیح ہوگا، کیونکہ حضوؐر نے فرمایا ہے:۔ "من اشترط شرطا لیس فی کتاب اللہ فھو باطل وان کان مائۃ شرط" جس نے کوئی ایسی شرط عائد کی جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہے وہ باطل ہے خواہ ایسی سو شرطیں ہی کیوں نہ ہوں، اسلامی بینکوں کے سلسلہ میں بعض فتویٰ کمیٹیوں کی رائے سے اس رجحان کی تائید ہوتی ہے۔ یعنی اگر کارڈ ہولڈر یہ شرط ہٹنے کے باوجود حرام

شرطوں کو تطبیق دینے سے احتیاط برتتا ہے تو اس پر کارڈ کے استعمال اور اس کے معاہدہ پر دستخط کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اس لئے کہ شرعی طور پر وہ باطل کے حکم میں ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ صحیحین کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے حضرت ابوہریرہؓ کے متعلق حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اسے لے لو اور ان لوگوں سے ولاء کی شرط لگادو، اس لئے کہ ولاء اسی کا حق ہے جس نے آزاد کیا، ایک روایت میں ہے کہ اس کو خرید کر آزاد کر دو اور ان لوگوں سے ولاء کی شرط لگا دو، اس سے مراد یہ کہ حق اور شریعت کے مخالف اس شرط کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور ولاء آزاد کرنے والے کے حق میں باقی رہے گا۔ (۲۵)

حوالہ جات مصادر و مراجع:

(۱) المنجد۔ ص ۱۲۷

(۲) محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی (المتوفی: ۱۲۵۲ھ) دار الفکر بیروتالطبعۃ الثانیۃ ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۲م، رد المحتار علی الدر المختار ۱۶۸/۵

(۳) ابو محمد محمود بن احمد بن موسی بن احمد بن حسین الغیتابی الحنفی بدر الدین العینی (المتوفی: ۸۵۵ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروتلبنان، البنایۃ شرح الہدایۃ ۲۶۰/۸

(۴) ڈاکٹر علامہ وہبۃ الزحیلی، دار الفکر سوریہ دمشق، الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳۶۹۷/۵

(۵) ابو محمد موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ الجماعیلی المقدسی ثم الدمشقی الحنبلی، الشہیر بابن قدامۃ المقدسی (المتوفی: ۶۲۰ھ) مکتبۃ القاہرۃ، المغنی لابن قدامۃ ۵،۴/۴

(۶) ابو محمد محمود بن احمد بن موسی بن احمد بن حسین الغیتابی الحنفی بدر الدین العینی (المتوفی: ۸۵۵ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروتلبنانالطبعۃ الأولی ۱۴۲۰ھ ۲۰۰۰م، البنایۃ شرح الہدایۃ ۲۶۰/۸

(۷) ابو محمد محمود بن احمد بن موسی بن احمد بن حسین الغیتابی الحنفی بدر الدین العینی (المتوفی: ۸۵۵ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنانالطبعۃ الأولی ۱۴۲۰ھ ۲۰۰۰م، البنایۃ شرح الہدایۃ ۲۶۰/۸

(۸) ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی (المتوفی: ۱۲۵۲ھ) دار الفکر بیروتالطبعۃ الثانیۃ ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۲م، رد المحتار علی الدر المختار ۱۶۸/۵

(۹) قاموس الوحید۔ ص ۵۹۵

(۱۰) ابو الحسن علی بن الحسین بن محمد السغدیحنفی (المتوفی: ۴۶۱ھ) دار الفرقانبیروت لبنان الطبعۃ الثانیۃ ۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴م، النتف فی الفتاوی ۴۸۴/۱

(۱۱) ابوالحسن علی بن الحسین بن محمد السغدی حنفی (المتوفی: ٤٦١ھ) دار الفرقانبیروت لبنان الطبعۃ الثانیۃ ١٤٠٤ھ ١٩٨٤م، النتف فی الفتاوی ۴۸۵/۱

(۱۲) ابوالحسن علی بن الحسین بن محمد السغدی حنفی (المتوفی: ٤٦١ھ) دار الفرقانبیروت لبنان الطبعۃ الثانیۃ ١٤٠٤ھ ١٩٨٤م، النتف فی الفتاوی ۴۸۵/۱

(۱۳) ابو محمد موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ الجماعیلی المقدسی ثم الدمشقی الحنبلی الشہیر بابن قدامۃ المقدسی (المتوفی: ٦٢٠ھ) مکتبۃ القاہرۃ، المغنی لابنقدامۃ ٤/ ۵،۴

(۱۴) سورہءبقرہ ۲۷۵/۱

(۱۵) سورہءبقرہ ٢٧٩، ٢٧٨

(۱۶) علاءالدین ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی الحنفی (المتوفی: ٥٨٧ھ) المکتبۃ العلمیۃ بیروت، دار الکتب العلمیۃ الطبعۃ الثانیۃ، ١٤٠٦ھ ١٩٨٦ م بدائع الصنائع ۱۸۳/۵

(۱۷) شمس الدین محمد بن ابی العباس احمد بن حمزۃ شہاب الدین الرملی (المتوفی: ١٠٠٤ھ) دار الفکربیروت ١٤٠٤ھ ١٩٨٤م، نہایۃ المحتاج إلی شرح المنہاج ۴۲۴/۳

(۱۸) سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامک پبلیکیشنز پرائیوٹ لمٹڈ ١٣، ای شاہ عالم مارکیٹلاہور، سود ١٢٠

(۱۹) محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی (المتوفی: ۱۲۵۲ھ) دار الفکربیروتالطبعۃ الثانیۃ ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۲م، الدر المختار حاشیہ ابن عابدین ۱۷۷/۴، ۱۷۶

(۲۰) علاءالدین ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی الحنفی (المتوفی: ٥٨٧ھ) المکتبۃ العلمیۃ بیروتالطبعۃ الثانیۃ ١٤٠٦ھ ١٩٨٦ م بدائع الصنائع ۱۸۳/۵

(۲۱) ابوالفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (المتوفی: ٧٧٤ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروتالطبعۃ الأولی ۱۴۱۹ھ، تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر ۵۸۲/۱، ۵۸۱

(۲۲) المسلم بن الحجاج ابوالحسن القشیری النیشابوری (المتوفی: ٢٦١ھ) دار إحیاء التراث العربی بیروت، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۱۱/۳

(۲۳) ابو محمد موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ الجماعیلی المقدسی ثم الدمشقی الحنبلی، الشہیر بابن قدامۃ المقدسی (المتوفی: ٦٢٠ھ) مکتبۃ القاہرہ، المغنی لابن قدامۃ ۴/ ۵،۴

(۲۴) سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامک پبلیکیشنز پرائیوٹ لمٹڈ ١٣، ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور، سود ص ١٢٥

(۲۵) بحث و تحقیق اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ کراچی، جدید فقہی مباحث ۵۳/۲۴۔۔۔ ۶۵،۶۴